

حضرت شورش کا شیخ رشید

قاری نوید مسعود ہاشمی

شیخ رشید احمد اپنے نام کے ساتھ فرزندِ راولپنڈی اور فرزندِ پاکستان جیسے القابات سننا پسند کرتے ہیں..... ان کی سیاست سے ہزار اختلاف کے باوجود میدانِ سیاست میں ان کی انفرادیت سے الٹا نہیں کیا جاسکتا، 18 فروری کو منعقد ہونے والے انتخابات میں وہ جی جان سے شریک ہیں، الٹا کہتا ہے کہ یہ انتخابات ان کی زندگی کے آخری انتخابات ہو گئے اور اسکے بعد وہ انتخابات میں حصہ نہیں لیں گے، بقول ان کے انہوں نے راولپنڈی کے عوام کی بہتری کیلئے بہت سے اقدامات کئے ہیں، وہ اپنے پھٹلوں اور بنیروں میں اپنے ان کاموں کو خوب تذکرہ کرتے ہیں کہ جو انہوں نے اپنی وزارتوں کے دوران راولپنڈی میں سرانجام دیے ہیں، شیخ رشید احمد کے اقدار قدیم انہیں کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر شیخ رشید احمد نے راولپنڈی میں سرکاری خرچے سے کچھ کام کروا بھی دیے ہیں تو اس پر انہیں راولپنڈی کی عوام پر احسان جتانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا راولپنڈی کی عوام نے انہیں ”مالا مال“ کرنے میں کبھی کوئی کسر چھوڑی ہے؟ شیخ صاحب کے خالصین کا یہ بھی کہتا ہے کہ جناب شیخ اپنی انتخابی کمپن میں سرکاری مشینری کا بے دریغ استعمال کر رہے ہیں، ان کے خالصین کی اس بات سے مجھے اختلاف ہے کیونکہ سرکاری مشینری تو ہوتی ہی استعمال کیلئے ہے آخر شیخ صاحب نے راولپنڈی اور ملک کیلئے ایسے نہرے کا نامے جو سرانجام دے رکھے ہیں کہ جو قیامت تک نہیں بھلائے جاسکیں گے..... جہاں سرکاری مشینری اور بہت سے لوگ استعمال کر رہے ہیں وہاں شیخ رشید نے کر لی تو کوئی قیامت نہیں آجائے گی..... مجھے اگر اختلاف ہے تو اس بات پر کہ جناب شیخ نے فرنگی سامراج کے باغی شاعر انقلاب آغا شورش کا شمیرتی مرحوم کو بھی سنا نہیں کیا، بلکہ ان کے وہ اشعار کہ جو آغا شورش مرحوم نے شیخ صاحب کے اچھے وقتوں سے متاثر ہو کر شیخ صاحب کیلئے کہے تھے وہ شعرا شیخ صاحب اپنے پھٹلوں پر چھپوا کر گھر گھر تقسیم کروا رہے ہیں..... کہاں آغا شورش جیسا انگریز کا باغی کہ جس نے اپنی ساری زندگی ایک عظیم انقلابی جدوجہد کرتے ہوئے جیلوں، اور دیلوں کی مڈر کر دی مگر فرنگی سامراج کے سامنے سر جھکا نا گوارہ نہ کیا اور کہاں شیخ رشید احمد جیسا بے بس اور بیکس وزیرِ اطلاعات کہ جو اپنے دو وزارت میں پوری تو مکروامریکی سامراج سے ڈر جانے کی تلقین کرتا رہا، ”تورا پورا“ اور ”آملیٹ“ کی دہائیاں دیتا رہا..... کبھی کراچی ڈیفنس فورس کو ہاٹ کے جر ماہی پر کلمہ کونورسز کے ہاتھوں خاک و خون میں تڑپنے والے عرب کے شہر ادوں کا خون امریکیوں کے سامنے پیش کر کے یہ صفائیاں دیتا رہا کہ اس خون کو دیکھو یہ خون عرب دشمنکروں کا ہے میں جب آغا شورش کے شیخ رشید کو دیکھتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ جنرل پرویز مشرف کا شیخ رشید آغا شورش کے شیخ رشید پر بازی لے جا چکا ہے..... کاش کہ ایسا نہ ہوتا، لیکن ایسا ہو چکا ہے اگر آغا شورش مرحوم کو پتہ ہوتا کہ میرے شیخ رشید نے ایک دن اس حال کو پہنچنا ہے کہ پوری دنیا کے مظلوم مسلمان ایک طرف اور دنیا بھر کے حکمران امریکی سامراج کی چھتری تلے مظلوم مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہونگے اور شیخ رشید امریکی سامراج کی چھتری تلے مظلوم مسلمانوں کے مد مقابل ہونگے تو شاید وہ جناب شیخ کیلئے کبھی اشعار نہ کہتے..... اچھا ہوا آغا شورش اچھے وقتوں میں چل بسے مگر ناگر وہ آج زندہ ہوتے اور اپنے شیخ کو اس حالت میں دیکھتے تو نجانے ان پر کیا گزرتی؟ میری شیخ رشید احمد سے نیو ذاتی دوستی ہے اور نہ ہی ذلتی دشمنی، وہ جتنی با رہمی وزیر رہے میں نے ان سے ایک پائی کا بھی مفاد حاصل نہیں کیا، وہ اپنی وزارتِ اطلاعات کے زمانے میں صحافیوں پر بڑے مہربان رہے لیکن میں نے ان کی کسی مہربانی سے کبھی کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا، ایک ریٹیشن کا رڈ تو دور کی بات، ریلوے کا رڈ بھی نہیں بنوایا..... الحمد للہ قلم کے ساتھ میرا رشتہ اور تعلق 18 برسوں پر محیط ہے..... لیکن اس طویل صحافتی زندگی میں صرف جناب شیخ رشید ہی نہیں بلکہ کسی بھی حکمرانی شخصیت سے ذاتی منفعت اور مفاد لینا تو درکنار سوچنا بھی گناہ سمجھتا ہوں، لیکن مجھے وہ شیخ رشید اچھا لگتا تھا کہ جو رکا رہندو بیوں کو لٹکا کر رکھتا تھا..... کشمیر کی آزادی کیلئے ہر آپشن سے بالا اور تر جہاد کے آپشن کو سمجھا کرتا تھا..... جو اپنے اچھے کا زور قیادت کے ساتھ کیڑا اور مفلکس ہوا کرتا تھا..... سچی بات ہے ”تورا پورا اور آملیٹ“ میں جانے کے خوف سے حق و صداقت کا پرچم چھوڑ دینا، کسی طاقتور فرعون اور یزدی کی طاقت سے مرعوب ہو کر جینی لشکر سے نکل جانا اسکو ممکن ہے روشن خیالی کی کسی کتاب میں حکمت اور مصلحت کہا جاتا ہو مگر میرے نزدیک یہ جینی لشکر سے غداری کے مترادف ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وفاداری، تعلق داری یہ سب کتابی باتیں ہیں، میرا وجدان کہتا ہے کہ شیخ رشید احمد اس مرتبہ بھی جیت جائینگے، کیونکہ وہ اپنی انتخابی مہم کو ہنگامی بنیادوں پر نہیں بلکہ جنگی بنیادوں پر چلا رہے ہیں..... میری معلومات کے مطابق راجہ زار میں واقع ایک بڑے دینی مدرسے کے علماء شیخ رشید احمد کو جوتانے کیلئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں اور وہ علماء حلقہ 55، 56 میں واقع مدارس اور مساجد کے اساتذہ اور امام کرام کے پاس جا کر انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ شیخ رشید احمد ق لیگ کی حکومت میں وزیر تو ضرور رہے مگر اصحابِ ق کے جرائم سے الٹا دور کا بھی تعلق نہیں ہے ویسے ہے تو بڑی دلچسپ بات مگر میں اس پر زیادہ تھمرہ نہیں کروں گا.....

17 جنوری کو شیخ رشید احمد اوصاف کے دفتر تشریف لائے اور انہوں نے اپنے انٹرویو میں فرمایا کہ ”میں لال مسجد اور وانا آپریشن کا مخالف تھا..... اسی لئے میری وزارت تبدیل کر دی گئی تھی“ کیا واقعی شیخ رشید احمد کا یہ کہا ہوا سچ ہے؟ کیا واقعی وہ لال مسجد اور جامعہ خضہ پر برائے جانے والے بارود کے ذمہ داروں کے ساتھی نہیں تھے؟ جناب

شیخ رشید احمد کو اس بات کی وضاحت کرنی چاہئے کہ ان کی مخالفت کے باوجود لال مسجد آپریشن کن قوتوں کے ایراء پر کیا گیا؟ شیخ رشید احمد نے لال مسجد اور وانا آپریشن کی مخالفت کا اعتراف کر کے جس جرأت مندی کا ثبوت دیا ہے یقیناً اس سے حضرت شورش کی روح بڑی شاداں و فرحاں ہوگی..... لیکن یہاں سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ لال مسجد، جامعہ حصّہ اور وانا میں بے گناہوں کا خون بہایا جا رہا ہے تو ایسی قاتل حکومت کا ”جزو“ کیوں بنے رہے؟ کیا ریلوے کی وزارت لال مسجد اور وانا کے شہیدوں کے لہو سے زیادہ قیمتی تھی؟ میں یہ بات بڑی دباؤ سے لکھ رہا ہوں کہ جس وقت وہ آپریشن کیا جا رہا تھا اس وقت اگر شیخ رشید احتجاجی طور پر وزارت سے مستعفی ہو جاتے تو یہ قوم انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتی لیکن بد قسمتی سے ہمارے ہاں عہدے حاصل کرنے کیلئے تو سب کچھ لٹا دینے کی مثالیں موجود ہیں، لیکن وزارتوں سے مستعفی ہونے کی کوئی بھی رہت تو موجود نہیں رہی..... جب جرأت مندانہ فیصلے کا وقت ہوتا ہے اس وقت تو ہم غفلت کی نیند میں ڈوبے رہتے ہیں، جب وقت گزر جاتا ہے تو پھر لکیر کو پینٹا شروع کر دیتے ہیں۔

میں شاید جناب شیخ رشید پر روز روز قلم نہ اٹھا سکوں اس لئے کالم کو ختم کرنے سے پہلے ایک دفعہ پھر ان کی خدمت میں گزارش پیش کروں گا کہ راولپنڈی کی عوام کو ”تورا پورا“ اور ”آملیٹ“ کی اصطلاحات استعمال کر کے قوم کو امریکی فرعونوں سے خوفزدہ کر نوا لے صدر پرویز مشرف کا شیخ رشید نہیں چاہئے..... بلکہ راولپنڈی کے غربت مند عوام ایک حریت پسند، انقلابی اور جہادی سوچ رکھنے والے عظیم انسان حضرت شورش کا شیخ رشید چاہتے ہیں..... اب ان کی مرضی ہے کہ انہیں کونسا شیخ رشید بننے میں دلچسپی ہے یا ان کی رعایت ان کی..... تو مجھے یقین ہے کہ کوئی چاہیلا نہ چاہے لیکن میں وہ حجت جائیں گے..... احتجاجی سیاست میں اس سے قبل وہ لوگ کامیاب ہوتے رہے ہیں کہ جن کو عوام میں کوئی جانتا تک نہ ہوتا تھا..... لیکن وہ ریکارڈ ووٹ لیکر نہ صرف کہ ایم این اے بلکہ وزیراعظم بھی بنے رہے جناب شیخ رشید کے ساتھ تو پھر ان کے سپرد رٹوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے..... مسئلہ الیکشن جیتنے کا نہیں ہے مسئلہ رنج کے صفحات پر زندہ رہنے کا ہے وہ فیصلہ کر لیں کہ رنج کے سینے پر اپنے بارے میں کیا قلم کرونا چاہتے ہیں، حضرت شورش کے نقش قدم پر چلنے والا شیخ رشید یا پھر صدر پرویز مشرف کے دسترخوان سے رزق چھنے والا شیخ رشید..... فیصلہ ان کے ہاتھ میں ہے۔

اسی لئے کہ حضرت شورش کا تو کہنا ہے

ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ اپنی زنجیریں تھیں
سرفروشوں کیلئے دارو دین قائم تھے
خانہ داروں کے لئے مفت کی جاگیریں تھیں
بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں
خون احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں
جس فریگ کو لیک کہا ہے میں نے
اپنے اسلاف کے بے خوف پن کی خاطر
نوجوان عمر کے دس سال گزارے میں نے
قید کی گود میں ماسوس وطن کی خاطر
تم کبھی اپنے کئے پر بھی نظر ڈالو گے؟
تم نے کانٹوں کے عوض سروغن بیچے ہیں
تم نے تاریخ کے سینے میں سناں گاڑی ہے
تم نے بے خوف شہیدوں کے کفن بیچے ہیں